کالے یرقان کا

جنگلی کبوتر سے علاج کی شرعی حیثیت

تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔ طائف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کالے یرقان کا جنگلی کبوتر سے علاج کی شرعی حیثیت

یرقان جسے انگریزی میں (Hepatitis) کہتے ہیں، یہ ایک قسم کا مرض ہے جو جگر سے متعلق ہے جو دراصل وائرس ہے اور دوسروں میں منتقل بھی ہوتا ہے۔اس کی پانچ اقسام ہیں۔ہیپاٹائٹس اے،ہیپاٹائٹس بی،ہیپاٹائٹس سی،ہیپاٹائٹس ڈی اور ہیپاٹائٹس ای۔ہیپاٹائٹس اے کو پیلا یرقان اور بی و سی کو کالا یرقان کہا جاتا ہے۔

آج کل یہ مرض دنیا میں عام ہے، ہر ملک میں وافر مقدار میں اس کے مریض پائے جاتے ہیں،اس وجہ سے علاج کے مختلف طریقے لوگوں میں پائے جاتے ہیں بلکہ آئے دن اس مرض کے خاتمہ کے لئے نئے نئے علاج تلاش کئے جارہے ہیں۔ علم طب و سائنس کے یہاں ہیپاٹائٹس کی جملہ اقسام کا علاج موجود ہے بلکہ اکثر ممالک کے بڑے بڑے شہروں میں ان کا مفت علاج ہوتا ہے۔گھریلو طور پر عوام نے بھی مختلف قسم کے علاج و معالجے ایجاد کر رکھی ہے۔کالے یرقان سے متعلق عوامی علاج کا ایک نیا طریقہ آج کل کافی مشہور ہوتا جارہاہے اور لوگ اس کی شرعی حیثیت جاننا چاہتے ہیں تاکہ اگر علاج درست ہو تو اسے عمل میں لایا جائے ورنہ اس طریقہ علاج سے پرہیز کیا جائے۔

کالے یرقان یعنی ہیپاٹائٹس سی کا علاج آج کل جنگلی کبوتر سے کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو اس مرض کا شکار ہو اس کی ناف پہ جنگلی کبوتر (نر) کے پیخانہ کی جگہ سٹا کر رکھی جائے، اس سے مریض کا وائرس ناف کے راستے کبوتر میں منتقل ہو کر کبوتر خود بخود مر جائے گا، کبوتر والا یہ عمل اس وقت تک جاری رکھنا ہے جب تک کبوتر ناف سے لگ کر مرتا ہے اور اگر مرنا بند ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب مریض کو افاقہ ہو گیا ہے، اس مریض کا ٹیسٹ کرایا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ کالے یرقان کی بیماری ختم ہو چکی ہے۔یہ عوامی خیال ہے۔

جواب اس بنیاد پر دیا جارہا ہے کہ اگر یہ عوامی خیال درست ہو تو اس علاج کی شرعی حیثیت کیا ہو گی؟ اس کے لئے ہمیں یہ جاننا ہو گا کہ اسلام نے ہمیں جانوروں کے ساتھ کیسا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور کیا علاج کی غرض سے جاندار کا قتل جائز ہو سکتا ہے؟

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا خالق اکیلا اللہ ہے، وہی انسانوں کا بھی اور حیوانوں کا بھی خالق ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوقات پر شفیق و مہربان ہے، فرمان الٰہی ہے: **إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ (النحل: 7)**

ترجمہ: یقیناً تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے۔

جس طرح اللہ اپنی مخلوق پر مہربان ہے اسی طرح اپنے نبی محمد ﷺ کے ذریعہ بندوں کو بھی زمین پر رہنے والی تمام مخلوق کے ساتھ مہربانی کرنے کا حکم دیا ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: **الراحمون يرحمهم الرحمن، ارحموا اهل الارض يرحمكم من في السماء (صحيح ابي داؤد: 4941)**

ترجمہ: رحم کرنے والوں پر رحمن رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

یہ حدیث ہمیں تعلیم دیتی ہے کہ زمین پر رہنے والی تمام مخلوق کے ساتھ پیار و محبت اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے اور کسی مخلوق کو بغیر کسی وجہ کے تکلیف دینے سے پرہیز کرنا چاہئے حتی کہ چیونٹی کا بھی قتل ممنوع ہے۔

کہا جاتا ہے کہ جنگلی کبوتر سے کالے یرقان کا علاج کرنے میں کبوتر خود بخود مر جاتا ہے، اس کا گلا نہیں دبایا جاتا ہے۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ایک آدمی کے علاج میں اسی اسی اور چالیس چالیس کبوتر مرتے ہیں۔

اگر یہ بات صحیح مان لی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ کبوتر کی موت تکلیف دہ صورت میں تڑپ تڑپ کر ہوتی ہو گی کیونکہ جب اسے تیز آلہ سے ذبح نہیں کیا گیا تو کبوتر کی جان نکلنے کی صورت یہی تکلیف دہ بنتی ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ذرا اس حدیث پہ غور کریں جس میں حلال جانور کو ذبح کرنے میں تکلیف سے بچتے ہوئے آرام پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

إن الله كتب الإحسان على كل شيء، فإذا قتلتم فاحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فاحسنوا الذبح وليحد احدكم شفرته، فليرح ذبيحته (صحيح مسلم: 1955)

ترجمہ: اللہ تعالی نے ہر چیز کے بارے میں احسان کا حکم دیا ہے، لہذا جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، نیز تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی چھری تیز کرلے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔

اس حدیث میں سب سے پہلے احسان کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم جانور کو ذبح کرو تو وہاں بھی احسان کو مد نظر رکھو یعنی چھری تیز کرکے اس طرح جانور ذبح کرو کہ اسے تکلیف نہ ہو۔ ذرااندازہ لگائیں کہ اسی اسی کبوتر کو ایک آدمی کے علاج کے لئے تڑپاتڑپا کر مارنا کسی بھی صورت جائز ہو سکتا ہے جبکہ اس بیماری کے لئے متعدد قسم کے علاج موجود ہیں ؟۔

اسے ضرورت کے تحت قتل نہیں کہیں گے بلکہ یہ سراسر جانور کا ناحق قتل ہے۔ یہ قتل حدیث میں موجود اس جانور کے قتل کے مشابہ ہے جسے باندھ کر قتل کرنا کہا گیا ہے، یا نشانہ لگانے کے لئے قتل کہا گیا ہے، یا ٹارگٹ کرکے قتل کرنا کہا گیا ہے۔آیئے ان احادیث کو ایک نظر دیکھتے ہیں۔

عن سعيد بن جبير ، قال: مر ابن عمر بنفر قد نصبوا دجاجة يترامونها، فلما راوا ابن عمر تفرقوا عنها، فقال ابن عمر : من فعل هذا؟ إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن من فعل هذا.(صحیح مسلم:1958)

ترجمہ: سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گزرے چند لوگوں پر جنہوں نے ایک مرغی کو نشانہ بنایا تھا اس پر تیر چلا رہے تھے، جب ان لوگوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہاں سے الگ ہو گئے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا: یہ کام کس نے کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لعنت کی ہے اس پر جو ایسا کام کرے۔

اسی طرح سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقتل شيء من الدواب صبرا(صحیح مسلم:1959)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جانور کو باندھ کر مارنے سے منع کیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عذبت امراة في هرة، سجنتها حتى ماتت فدخلت فيها النار، لا هي اطعمتها وسقتها إذ حبستها، ولا هي تركتها تاكل من خشاش الارض(صحيح مسلم:2242)

ترجمہ:ایک عورت کو بلی کے مارنے کی وجہ سے عذاب ہوا،اس نے بلی کو پکڑ کرر کھا یہاں تک کہ وہ مر گئی پھر اسی بلی کی وجہ سے وہ جہنم میں گئی،اس نے بلی کو نہ کھانا دیا نہ پانی جب اس کو قید میں رکھا نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانور کھاتی۔

یہ فرمان مزید واضح ہے کہ جس میں بھی جان ہے اسے ٹارگٹ اور ہدف بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

لا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا(صحيح مسلم:1957)

ترجمہ: جس چیز میں بھی روح ہو اسے ٹارگٹ مت بناؤ۔

ان ساری احادیث سے معلوم ہوا کہ کالے یرقان کے علاج کے لئے کبوتر کی جان لینا صریح قتل ہے بلکہ اس عمل کے بارے میں قیامت کے دن پوچھ ہو سکتی ہے اور اس عورت کا حال بھی جان لئے جو بلی کے قتل کے سبب جہنم رسید ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من إنسانٍ يَقْتُلُ عُصْفُورًا فما فَوْقَها بغيرِ حَقِّها ، إلَّا سَأَلَهُ اللهُ عَنْها يومَ القيامةِ قيل : يا رسولَ اللهِ ! وما حَقُّها ؟ قال : حَقُّها أنْ يذبحَها فيأكلَها ، ولا يَقْطَعَ رَأْسَها فَيَرْمِي بِه(صحيح الترغيب:2266)

ترجمہ: جو شخص چڑیا یا اس سے بھی چھوٹے جانور کو ناحق قتل کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اس کے بارے میں پوچھے گا۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اسے ذبح کرکے کھائے۔ اس کا سر کاٹ کر نہ پھینک دے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: لتؤدن الحقوق إلى اهلها يوم القيامة حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء (صحيح مسلم: 2582)

ترجمہ: روز قیامت تم حقداروں کے حقوق ضرور ادا کروگے حتی کہ بغیر سینگ والی بکری سینگ والی بکری سے قصاص لے گی۔

ان ساری احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں کہ جب ایک بیماری کے لئے متعدد علاج موجود ہیں بلکہ سستی اور فری علاج بھی دستیاب ہیں تو ایسی صورت میں ایک آدمی کے لئے کیا درجنوں کبوتر کی تکلیف دہ صورت میں جان لینا درست ہے؟ ویسے بھی یہ سائنسی طریقہ علاج نہیں ہے، اسے عوام نے ایجاد و مشہور کر رکھا ہے۔ ایک ہوشمند آدمی کو علاج کے لئے خصوصا خطرناک بیماری کے واسطے مستند ڈاکٹر اور مستند اسپتال سے رجوع کرنا چاہئے نہ کہ ایرے غیرے کا نسخہ اپنانا چاہئے۔ ساتھ ہی جن لوگوں نے بھی بے قصور پرندوں کا علاج کرنے کے واسطے جان لیا ہے اسے توبہ کرنا چاہئے اور آئندہ اس عمل سے بچنا چاہئے۔ اس سلسلے میں ایک آخری بات یہ ہے کہ اگر علم طب وسائنس کا ماہر اس طریقہ کو مفید قرار دے اور کوئی کالے یرقان کا ایسا مریض ہو جس کی جان کا خطرہ ہو اور اس مرض کا کبوتری علاج کے ماسوا کوئی دوسرا علاج نہ ہو تب جان بچانے کی غرض سے اس طریقہ کو اپنانے میں حرج نہیں ہے جبکہ ہمیں معلوم ہے ہیپاٹائٹس سی کا بے ضرر علاج موجود ہے تو پھر کبوتر کا علاج کے واسطے جان لینا گناہ کا باعث ہے۔